OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HJRS
ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان سے Y کیٹیگری منظور شدہ

Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Permanent Residence in Non-Muslim Countries: A Critical Review of Selected Fatwas from the 21st Century

غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش: اکیسویں صدی کے منتخب فتاویٰ کا تنقیدی جائزہ

Authors Details

1. **Dr. Shahzada Imran Ayub** (Corresponding Author)
   Associate Professor, Department of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lahore, Pakistan; Post-Doctoral Research Fellow, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.
   Email: **shahzada.imran@ue.edu.pk**
2. **Dr. Zahoor Ullah Al-Azhari**
   Professor, Department of Islamic Studies, Superior University, Raiwind Road, Lahore, Pakistan.

Citation

Ayub, Dr. Shahzada Imran and Dr. Zahoor Ullah Al-Azhari."Permanent Residence in Non-Muslim Countries: A Critical Review of Selected Fatwas from the 21st Century."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.4, Oct-Dec (2025): 145–158.

Submission Timeline

Received: Sep 11, 2025
Revised: Sep 22, 2025
Accepted: Oct 09, 2025
Published Online: Oct 16, 2025

Article QR

Publication & Ethics Statement

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

Permanent Residence in Non-Muslim Countries: A Critical Review of Selected Fatwas from the 21st Century

غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش: اکیسویں صدی کے منتخب فتاویٰ کا تنقیدی جائزہ

☆ ڈاکٹر شہزادہ عمران ایوب ☆ ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

Abstract

In the present era, due to international connectivity and growing economic needs, traveling to and permanently residing in non-Muslim countries has become a necessity for many people. However, since scholars hold differing opinions on this issue, Muslims who choose to live in non-Muslim countries often face criticism and religious objections. A review of contemporary scholarly opinions reveals that permanent residence in non-Muslim countries where faith is at risk or religious freedom is restricted is unanimously considered impermissible. However, there is a difference of opinion regarding those non-Muslim countries where one's faith remains secure and religious freedom is guaranteed. Some scholars maintain that even in such countries, a Muslim should avoid permanent residence in order to protect himself and his family from moral corruption, ideological deviation and spiritual harm. On the other hand, the majority of scholars believe that if one's faith is preserved, religious practices are allowed and one can openly live according to Islamic principles, then residing permanently in such countries is permissible. This study aims to present a critical analysis of these varying scholarly opinions along with their supporting evidences.

Keywords: Non-Muslim countries, Permanent residence, Islamic jurisprudence, Scholarly opinions, Religious freedom, Contemporary fatwas, Migration in Islam, Modern challenges.

تعارف موضوع

موجودہ دور میں بین الاقوامی روابط اور معاشی ضروریات میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے۔ ہر سال ہزاروں مسلمان مختلف وجوہات کی بنا پر غیر مسلم ممالک کا رُخ کرتے ہیں۔ کوئی بہتر روزگار کے لیے جاتا ہے تو کوئی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اور بعض لوگ حالات، مجبوری یا کاروباری تقاضوں کے تحت وہاں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔ تاہم اس رہائش کے ساتھ متعدد مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی سوالات بھی جنم لیتے ہیں۔ مثلاً غیر مسلم ماحول میں اسلامی شناخت، عبادات کی آزادی اور شریعت کے تقاضوں پر عمل درآمد کس حد تک ممکن ہے؟ یہی وہ پہلو ہیں جن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اس مقالہ میں لیا جائے گا تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ غیر مسلم ممالک میں رہائش اسلامی نقطۂ نظر سے کن شرائط کے تحت جائز یا ناجائز قرار پاتی ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ڈویژن آف اسلامک اینڈ آرینٹل لرننگ، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور، پاکستان؛
پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ فیلو، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔
☆ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، سپیریئر یونیورسٹی، رائیونڈ روڈ، لاہور، پاکستان۔

غیر مسلم ممالک میں رہائش سے متعلق ایک صورت تو ایسی ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے ممالک جہاں دین و ایمان کا خطرہ ہو اور مذہبی آزادی حاصل نہ ہو تو اُن میں مستقل رہائش اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ جبکہ اس کے برعکس دوسری صورت یہ ہے کہ جن غیر مسلم ممالک میں دین و ایمان محفوظ ہو، اعلانیہ دین پر عمل ممکن ہو اور مکمل طور پر مذہبی آزادی بھی حاصل ہو تو ان میں مستقل رہائش اختیار کرنے سے متعلق اختلاف ہے۔ بعض علما کی رائے یہ ہے کہ کفار کی گمراہیوں اور اخلاقی برائیوں سے بچنے کے لئے ایسے ممالک میں رہائش اختیار کرنے سے بھی اجتناب ہی بہتر ہے جبکہ دوسری رائے کے مطابق ایسے ممالک میں رہائش اختیار کرنا درست ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

ان دونوں آراء کے دلائل اور ان کا مفصل تجزیہ آئندہ سطور میں پیش کیا جائے گا۔ چونکہ ہمارا اصل موضوع اکیسویں صدی کے فتاویٰ کے تناظر میں اس مسئلے کا مطالعہ ہے، لہٰذا یہاں ہم چند منتخب فتاویٰ جات نقل کر رہے ہیں جن سے مسئلہ کی حقیقت تک رسائی میں یقیناً آسانی ہو جائے گی۔

مبحث اول: غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش پر منتخب فتاویٰ جات

فتاویٰ نقل کرنے سے پہلے یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ طوالت سے اجتناب اور تسہیلِ مطالعہ کی غرض سے صرف موضوع سے متعلق اہم اور متعلقہ اقتباسات ہی اختصار کے ساتھ پیش کئے جائیں گے۔

1. عدم جواز کے قائلین

i. جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

کسی شرعی ضرورت یا مجبوری کے بغیر صرف دنیوی اغراض و مقاصد، بہتر معیارِ زندگی، حصولِ دولت یا معاشرتی برتری کے لئے اسلامی ملک چھوڑ کر کسی غیر مسلم ملک میں مستقل رہائش اختیار کرنا اور وہاں کی شہریت و شناخت کو دارالاسلام سے بہتر سمجھنا شرعی طور پر جائز نہیں۔ اس طرزِ عمل سے نہ صرف دینی تشخص کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے بلکہ عملی طور پر ایسے لوگ آہستہ آہستہ کفار کی مشابہت، ان کے طور طریقوں اور فکری انحرافات کا شکار ہو جاتے ہیں۔[1]

ii. جامعۃ الرشید، کراچی

اگر کسی شخص کی نیت صرف دنیوی فوائد مثلاً زیادہ مال کمانا، اعلیٰ منصب حاصل کرنا یا دنیاوی ترقی کرنا ہو تو ایسی صورت میں غیر مسلم ممالک میں مستقل سکونت اختیار کرنا اور ان کی شہریت لینا شرعاً درست نہیں، کیونکہ قرآن و سنت میں اس عمل کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ البتہ اگر کسی کو جان، مال یا عزت کا خطرہ ہو، یا کسی اہم فن، علم، معاشی ضرورت یا تبلیغِ دین کے مقصد سے وہاں قیام ناگزیر ہو، تو ایسی صورت میں وہاں رہائش اور شہریت اختیار کرنے کی اجازت ہے۔[2]

iii. شیخ ابن عثیمینؒ (سابق مفتی اعظم سعودیہ)

اگر کوئی شخص مستقل طور پر کفار و مشرکین کے درمیان جا کر رہائش اختیار کر لے تو یہ چیز اس کے لئے صرف ظاہری و مادی فوائد کے مقابلے میں ایمان و عقیدہ اور دینی تشخص کے لئے ایک شدید خطرہ بن سکتی ہے۔ کیونکہ کفار کے ساتھ مسلسل میل جول، روزمرہ کے لین دین اور بعض معاشرتی مجبوریوں کے باعث ان کے رسم و رواج، طرزِ زندگی اور افکار و نظریات انسان کو آہستہ آہستہ اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔ پھر یہ اثرات صرف اسی ایک فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کے اہل و عیال، بطورِ خاص بچے، ایسے ماحول میں پرورش پا کر دینی لحاظ سے کمزور اور غیر

[1] Derived from: https://www.banuri.edu.pk/readquestion, Site visit date: 30-06-2025.
[2] Derived from: https://almuftionline.com/2023/08/07/10859/, Site visit date: 01-07-2025.

اسلامی افکار وعادات کے عادی بن سکتے ہیں۔ ان کے لباس، زبان، اندازِ فکر اور حتیٰ کہ عقائد تک پر کفار کا رنگ غالب آ سکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ نبی ﷺ نے بلاضرورت مسلمانوں کو کفار کے ساتھ رہنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ چیز بالآخر ان کی مشابہت اور فکری ہم آہنگی کی طرف لے جاتی ہے۔[3]

iv. سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی

اگر کوئی شخص رزقِ حلال کی تلاش کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ مسلم ممالک کا رُخ کرے کیونکہ روزگار کے مواقع وہاں بھی موجود ہیں اور اس کے لئے کفار کے ممالک میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بلادِ کفر کی طرف ہجرت کرنا دین، عقیدہ اور اخلاق کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔[4]

v. شیخ صالح الفوزان (رکن سعودی ہیئتِ کبار علماء و سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی):

شرعی طور پر صرف تین صورتوں میں ہی غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش کی جا سکتی ہے:

* اگر کوئی شخص وہاں سے ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو۔
* اگر کوئی ایسا علم یا مہارت (جیسے طب یا انجینئرنگ) حاصل کرنے کا خواہش مند ہو جو معاشرے یا خود اس فرد کے لیے ضروری ہو اور وہ صرف غیر مسلم ملک میں ہی دستیاب ہو۔
* اگر کسی مسلمان کی نیت یہ ہو کہ وہ غیر مسلم ملک میں موجود مسلمانوں کو دین کی تعلیم دے یا کفار کو اسلام کی طرف دعوت دے۔[5]

2. جواز کے قائلین

i. دار العلوم، دیوبند

جمہور اہل علم (حنابلہ، حنفیہ، شافعیہ) کی رائے یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم ممالک جہاں مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کی آزادی حاصل ہو وہاں رہائش اختیار کرنا جائز ہے اور وہاں سے ہجرت کرنا بھی واجب نہیں۔ غور کرنے سے جمہور کی یہی رائے زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ نیز اس مؤقف کی تائید کئی چیزوں سے ہوتی ہے؛ اولاً، جن روایات کی بنیاد پر غیر مسلم ممالک میں رہائش کو ناجائز قرار دیا جاتا ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان کا اطلاق صرف انہی مقامات پر ہو سکتا ہے جہاں مسلمانوں کے لئے دینی خطرات ہوں۔ ثانیاً، آج کے غیر مسلم ممالک کی صورتحال سابقہ ادوار سے بالکل مختلف ہے کیونکہ وہاں مذہبی آزادی، مساجد و مدارس اور دینی اداروں کی موجودگی عام ہے جو بعض اسلامی ممالک میں بھی مشکل ہے۔ اور ثالثاً، اگر سب مسلمانوں کو ہی وہاں سے نکلنے کا کہا جائے تو اس سے پوری دنیا کے غیر مسلم ممالک اسلام سے خالی ہو جائیں گے جو کہ عملی طور پر ناممکن اور غیر دانشمندانہ بات ہے۔[6]

---

[3] Sharḥ Thalāthah al-Uṣūl li-al-ʿUthaymīn (P. 137)
[4] Fatāwā al-Lajnah al-Dāʾimah ((58/12)
[5] Derived from: https://www.alfawzan.af.org.sa/ar/node, Site visit date: 03-07-2025.
[6] Derived from: https://www.darululoom-deoband.com/urdu/articles/tmp, Site visit date: 30-06-2025.

ii. اردو فتویٰ (مجلس التحقیق الاسلامی لاہور)

اگر غیر مسلم ممالک میں رہتے ہوئے دینی شعائر بجالانے پر کوئی پابندی نہیں اور وہاں کے باشندے آسانی کے ساتھ اپنے دین اسلام پر عمل پیرا ہیں تو ان کے لئے وہاں سے ہجرت کرنا ضروری نہیں۔ مزید بر آں غیر مسلم ممالک سے ہجرت کر کے ایسا کون سا اسلامی ملک ہے جہاں پورا اسلام نافذ ہو۔ بہر حال ہمارے مطابق آج کوئی بھی غیر مسلم ملک ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کے لئے اسلامی شعائر پر عمل ممکن نہ ہو۔[7]

iii. فتویٰ آن لائن (دار الافتاء تحریک منہاج القرآن)

کسی مسلمان کا غیر مسلم ملک میں جا کر آباد ہونا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ اس کی نیت دنیاوی مفاد کے ساتھ ساتھ دینی پہلو سے بھی درست ہو۔ روزگار، تحفظ یا سہولیات کی تلاش میں ہجرت کرنا جائز ہے۔ وہ افراد جو بیرون ملک اپنی فیمیلیز کو سیٹل کرتے ہیں، اگر وہاں ان کے دین، عزت اور نسلوں کا تحفظ ممکن ہو، تو ان کے اس عمل میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔[8]

iv. اسلام ویب ڈاٹ نیٹ (وزارتِ اوقاف قطر)

ایک سوال کے جواب میں اسلام ویب کے علماو مفتیان نے یہ فتویٰ دیا کہ جمہور علما کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم ملک میں فتنہ سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے دینی شعائر کو پوری آزادی سے ادا کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی وہاں اقامت (رہائش) جائز ہے، خواہ وہ ملک غیر مسلموں کا ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر فتنے کا اندیشہ ہو یا دین پر عمل مشکل ہو تو وہاں اقامت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری یا اضطراری حالت ہو۔ یہ مسئلہ ملک، حالات، اور افراد کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔[9]

v. دار الافتاء المصریہ (مصر)

شرعی طور پر اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ مسلمان غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کرے، بشرطیکہ اس کے لئے اپنے دین، جان اور عزت کی حفاظت کرنا ممکن ہو اور اپنے دین کے اظہار اور اسلامی شعائر پر عمل کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔[10]

vi. اسلام آن لائن ڈاٹ نیٹ (البلاغ کلچرل سوسائٹی، دوحہ قطر، بانی: یوسف قرضاوی)

ایک مسلمان کو یورپی ملک کا سفر کرنے اور وہاں رہائش اختیار کرنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ وہ خود کو اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے دین پر عمل کرنے میں آزاد محسوس کرے اور ایسا کوئی فتنہ نہ ہو جو اخلاقی بگاڑ کا سبب بنے۔ شیخ عطیہ صقر (سابق سربراہ، فتویٰ کمیٹی جامعہ ازہر) فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم ملک کا سفر کرنا اس وقت جائز ہے جب وہاں انسان کو اپنے دین اور عقائد پر آزادی سے عمل کرنے کی ضمانت حاصل ہو۔[11]

vii. یورپی کونسل برائے فتویٰ و تحقیق (فیڈریشن آف اسلامک آرگنائزیشنز یورپ، بانی: یوسف قرضاوی)

مسلمانوں کے غیر مسلم ممالک میں قیام سے متعلق مسئلے میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں اُن مسلمانوں کی مذمت ہے جو بلادِ کفر میں اس وقت بھی مقیم رہے جب وہاں سے نکلنا ممکن تھا، البتہ اُن لوگوں کو معذور قرار دیا گیا جو واقعی مجبور تھے۔ اگر کسی شخص کو غیر مسلم ملک

---

[7] Derived from: https://urdufatwa.com/view/1/12458, Site visit date: 02-07-2025.
[8] Derived from: https://thefatwa.com/urdu/questionID/1821, Site visit date: 02-07-2025.
[9] Derived from: https://www.islamweb.net/ar/fatwa/464092, Site visit date: 03-07-2025.
[10] https://www.dar-alifta.org/ar/fatwa/details/14959, Site visit date: 03-07-2025.
[11] Derived from: https://fiqh.islamonline.net/en/traveling-and-living-in-european-countries-permissible/?utm_source=chatgpt.com, Site visit date: 03-07-2025.

میں اپنے دین، ایمان، شعائر اور اہل و عیال کی حفاظت کا خطرہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ہجرت کرے اور ایسی جگہ چلا جائے جہاں دین پر عمل آسان ہو۔ البتہ اگر کوئی ان ممالک میں اپنے دین پر قائم رہ سکتا ہو، شعائر ادا کر سکتا ہو اور فتنہ سے محفوظ ہو تو اس کے لیے وہاں بھی رہائش جائز ہے۔ ہجرت حبشہ اسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔[12]

مبحث دوم: عدم جواز اور جواز کے قائلین کے دلائل اور ان کا جائزہ

1. عدم جواز کے قائلین کے دلائل اور ان کا جائزہ

i. چند عمومی آیات سے استدلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلۡكَٰفِرِينَ أَوۡلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَۚ[13]

"اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔"

اس آیت میں دوست کے لئے عربی میں لفظ "اولیاء" استعمال ہوا ہے جس کا مطلب دوست کے ساتھ ساتھ معاون، مددگار، پسندیدہ اور قریبی وغیرہ بھی ہے جبکہ بعض اہل لغت نے تو اس کا معنی پڑوسی تک کیا ہے۔ تو جو شخص غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش اختیار کرتا ہے وہ یقیناً کسی نہ کسی لحاظ سے ضرور اس آیت کی مخالفت کرتا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آیتِ مذکورہ میں کفار سے دوستی لگانے، ان کے ساتھ قلبی تعلق قائم کرنے اور مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کو ترجیح دینے سے روکا گیا ہے نہ کہ ان کے درمیان رہائش سے، دوسرے کسی جگہ رہائش اختیار کرنا وہاں کے لوگوں یا معاشرے سے ولاء و محبت، دوستی، معاونت یا وفاداری کو مستلزم نہیں۔ لہٰذا معیار یہ ہونا چاہیے کہ مسلمان خواہ اسلامی ریاست میں ہو یا غیر مسلم معاشرے میں دین پر ثابت قدم رہے، کفار سے قلبی لگاؤ اور ان کی مشابہت سے بچے اور اعلانیہ دینی شعائر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کفار کی کسی بھی قسم کی حمایت اور دینی تعلق سے گریز کرے تو یقیناً وہ اس آیت کا مخالف نہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ:۔

فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ[14]

"جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایک مضبوط کڑے کو تھام لیا۔"

طاغوت یعنی شیطان، باطل معبود یا ہر ایسی قوت جو اللہ کے مقابلے میں اپنا حکم منوائے۔ بلاشبہ ائمہ سلف کی تشریحات کے مطابق غیر اللہ کے قوانین 'جو غیر مسلم ریاستوں میں رائج ہیں' بھی طاغوت ہی میں شامل ہیں۔ تو جس طاغوت یعنی غیر الٰہی قوانین کا انکار شریعتِ اسلامیہ میں اعتقاد کا مسئلہ ہے غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش اختیار کرنے والا اس کے برعکس ان قوانین کے اقرار کا پابند ہے تو ایسے ممالک میں رہائش کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟

---

[12] Derived from: https://www.e-cfr.org/blog, Site visit date: 04-07-2025.
[13] Al-Nisā 4 : 144
[14] Al-Baqarah 2 : 256

طاغوت کا انکار دراصل باطل نظاموں، جھوٹے معبودوں اور غیر اللہ کے اقتدار کا انکار ہے اور یہ کہ دل سے ان کے عقائد و احکام کو غلط سمجھا جائے، لہٰذا صرف غیر مسلم ممالک میں رہنے سے کوئی شخص طاغوت کو تسلیم کرنے والا نہیں بن جاتا جب تک کہ وہ دل سے اسے برحق نہ سمجھ لے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ کسی ریاست کے قانون کو شہری نظم و نسق کی حد تک ماننا اور اس کی اطاعت کرنا (جیسے ٹریفک اور ٹیکس قوانین وغیرہ) طاغوت کا اعتقادی اقرار شمار نہیں ہوتا۔ بلاشبہ اگر انسان قلبی طور پر دینِ الٰہی پر قائم ہے اور کفریہ احکام کو برحق نہیں سمجھتا تو وہ طاغوت کا منکر ہی ہے۔

اصحابِ کہف کی آپس کی گفتگو قرآن کریم میں کچھ یوں ذکر کی گئی ہے کہ:۔

وَإِذِ ٱعۡتَزَلۡتُمُوهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ فَأۡوُۥٓاْ إِلَى ٱلۡكَهۡفِ[15]

"جب تم اپنی قوم کے لوگوں سے اور ان کے معبودوں سے جنہیں یہ لوگ پوجتے ہیں الگ ہو چکے تو کسی غار کی طرف جا کر پناہ لے لو۔"

یعنی جب تم نے اپنی قوم کے باطل معبودوں سے کنارہ کشی کر لی ہے تو اب جسمانی طور پر بھی ان سے الگ ہو جاؤ۔ تو اس آیت سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ اہل حق کا ہمیشہ سے یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اہل باطل کے قریب بسنے سے ہمیشہ اجتناب ہی کرتے رہے، لہٰذا غیر مسلم معاشروں میں جا کر مستقل رہائش اختیار کرنا اللہ کے نیک بندوں کا شیوہ نہیں۔

اس استدلال کی حقیقت کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اصحابِ کہف کا قصہ ایک خاص زمانی اور دینی پس منظر رکھتا ہے، جہاں نہ صرف عقیدہ بگڑا ہوا تھا بلکہ دین پر عمل کی بھی مکمل ممانعت تھی اور جان کا خطرہ بھی درپیش تھا، اس لیے انہوں نے پناہ لی اور ہجرت کی۔ جبکہ آج اکثر غیر مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان اپنے دین پر آزادی سے عمل کرتے ہیں، مساجد قائم ہیں، تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اور کسی دینی مجبوری یا جبری گمراہی کا سامنا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اصحابِ کہف کے طرزِ عمل کو ہر دور اور ہر حالت پر یکساں لاگو کرنا درست نہیں بلکہ حالات، نیت اور دینی آزادی کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

ii. دوامِ ہجرت سے متعلقہ روایات:

حضرت معاویہؓ سے مروی روایت میں یہ فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ:۔

((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))[16]

"ہجرت کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہو گا جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو جائے اور توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہو گا جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔"

حضرت عبداللہ سعدیؓ کی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ))[17] "ہجرت اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کفار کے خلاف جہاد کا سلسلہ جاری ہے۔" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْعَدُوُّ))[18] "ہجرت اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک (اللہ کے) دشمنوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔"

---

[15] Al-Kahf 18 : 16
[16] Abū Dāwūd Sulaymān bin Ash‘ath al-Sijistānī (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1998), Raqm al-Ḥadīth : 2479
[17] Abū ‘Abd al-Raḥmān Aḥmad bin Shu‘ayb al-Nasā᾿ī, al-Sunan al-Kubrā (Bayrūt: Mu᾿assasat al-Risālah, 2001), Raqm al-Ḥadīth: 7748
[18] Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Bayrūt: Mu᾿assasat al-Risālah, 1421H), Raqm al-Ḥadīth: 22324

ان روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہجرت کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور ان احادیث کا خطاب بالخصوص ان مسلمانوں سے ہے جو غیر اسلامی ممالک میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسے ممالک میں مستقل قیام سے گریز کریں اور دین و ایمان کی حفاظت کے پیشِ نظر ہجرت کے اس شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے کسی اسلامی ماحول کی طرف نقل مکانی کر جائیں۔ جب غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان ممالک کو چھوڑ دیں تو پھر یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے غیر مسلم ممالک کی طرف منتقل ہونے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے؟ اس لیے اصل ہدایت یہی ہے کہ مسلمان اپنی دینی شناخت اور شعائر کی حفاظت کے لیے ایسے معاشروں کا انتخاب کریں جو اس مقصد کے لیے سازگار ہوں۔

اوّلاً یہ بات واضح رہے کہ ان روایات پر بلحاظِ سند بعض علماء و محدثین نے کچھ کلام کیا ہے۔ لیکن اگر ان کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے جیسا کہ دورِ حاضر کے محققین شیخ البانی[19] اور شیخ شعیب ارناؤوط[20] نے مجموعِ طرق کی بنیاد پر ان میں سے بعض کو صحیح اور بعض کو حسن کا درجہ دیا ہے۔ تب بھی ان کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان میں "ہجرت" کا استمرار اگرچہ قیامت تک کے لیے بیان کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد ہر زمانے اور ہر فرد پر لازمی جسمانی نقل مکانی نہیں بلکہ وہ ہجرت مراد ہے جو دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہو۔ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم ملک میں آزادی کے ساتھ دینی شعائر ادا کر سکتا ہو، اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی دینی تربیت کا مناسب بندوبست کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں وہاں قیام شرعاً ممنوع نہیں۔ لہٰذا ان احادیث کا عمومی مفہوم دین کے تقاضوں کے ساتھ مربوط ہے اور ہجرت کی فرضیت کا تعلق حالات سے ہے نہ کہ ہر مسلمان پر ہر حال میں لازم ہونے سے۔

iii. کفار و مشرکین کے درمیان اقامت کی ممانعت سے متعلقہ روایات:

حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے مروی روایت میں یہ فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ (("أنا بريء من كل مُسلم يقيم بين أظْهُرِ المشركين" قالوا: يا رسول الله، لم؟ قال: " لا تَرَاءَى نارَاهما"))[21] "میں ہر اس مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: (مسلمانوں کو کفار سے اتنے فاصلے پر رہائش اختیار کرنی چاہیے کہ) وہ دونوں ایک دوسرے (کے کھانا پکانے) کی آگ بھی نہ دیکھ سکیں۔" حضرت سمرہ بن جندبؓ کی مرفوع روایت میں یہ لفظ ہیں ((مَن جامعَ المُشرِكَ وسكنَ معهُ فإنَّهُ مِثْلُه))[22] "جس نے مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کی اور ان کے ساتھ اکٹھا ہوا تو وہ انہی جیسا ہے۔"

حضرت سمرہؓ کی ہی ایک دوسری روایت میں یہ لفظ وارد ہوئے ہیں:-

((لا تُساكِنُوا المُشْرِكِينَ، ولا تُجَامِعُوهُمْ، فَمَنْ ساكَنَهُمْ، أوْ جامَعَهُمْ، فهو مِثْلُهُمْ)) [23]

"مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ اکٹھے رہو اور جس نے ان کے ساتھ سکونت اختیار کیا یا ان کے ساتھ مل بیٹھا تو وہ انہی جیسا ہے۔"

[19] Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī, Ṣaḥīḥ Sunan al-Nasāʾī (Riyadh: Maktab al-Tarbiyah al-ʿArabī li-Duwal al-Khalīj, 1988), Raqm al-Ḥadīth: 3890

[20] Sunan Abī Dāwūd, bi-taḥqīq Shuʿayb Arnaʾūṭ, Raqm al-Ḥadīth: 2479; Musnad Aḥmad, bi-taḥqīq Shuʿayb Arnaʾūṭ, Raqm al-Ḥadīth: 16906

[21] Abū Dāwūd, Kitāb al-Jihād, Bāb al-Nahy ʿan Qatl man Iʿtaṣama bi-l-Sujūd, Raqm al-Ḥadīth: 2645

[22] Abū Dāwūd, Kitāb al-Jihād, Bāb fī al-Iqāmah bi-Arḍ al-Shirk, Raqm al-Ḥadīth: 2787

[23] Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Riyadh: Dār al-Salām, 2009), Raqm al-Ḥadīth: 1697

ان روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم معاشرے میں رہائش اختیار کرنا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

تو اس سلسلے میں ایک بات تو یہ لائق توجہ ہے کہ ان روایات کا ثبوت ہی محل نظر ہے کیونکہ محدثین نے ان پر کلام کیا ہے بلکہ بعض نے صراحتاً ضعیف بھی کہا ہے۔ جیسا کہ درج بالا پہلی روایت جو حضرت جریرؓ سے مروی ہے اس کے موصول یا مرسل ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ[24]، امام دار قطنیؒ[25] اور امام ابن جوزیؒ[26] نے اس کے مرسل ہونے کو ہی ترجیح دی ہے۔ مذکورہ دوسری روایت کی تحقیق میں شیخ شعیب ارناؤوط[27] نے اس پر "اسناده مسلسل بالضعفاء والمجاهيل" کا حکم لگایا۔ جبکہ تیسری روایت کے متعلق جامع ترمذی کی مفصل تحقیق میں شیخ شعیب ارناؤوط نے فرمایا ہے کہ "اس کی سند ضعیف ہے اور اس میں ایک راوی ضعیف جبکہ دو راوی مجہول ہیں۔"[28]

تاہم اگر بقولِ بعض ان روایات کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے (جیسا کہ بعض اہل علم تعددِ طرق کی بنا پر ان کی تقویت کے قائل ہیں[29] اور امام حاکمؒ نے تو مذکورہ تیسری روایت کو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے[30]) تب بھی ان روایات کا مقصد ان مخصوص حالات کی وضاحت ہے جن میں مسلمان کا مشرکین کے درمیان رہنا دین و جان کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے، جیسے کہ جنگ کے مواقع یا وہ حالات جب مسلمان اپنے دین پر عمل نہ کر سکے اور مسلمانوں کا کفار میں گھل مل جانا دینی اور جانی و مالی نقصان کا باعث ہو۔

جیسا کہ مذکورہ بالا حضرت جریرؓ کی حدیث کے سیاق و سباق سے ہی یہ بات ثابت ہوتی ہے، چنانچہ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک جہادی دستہ روانہ کیا تو کفار کے درمیان مقیم مسلمانوں میں سے بعض نے سجدہ ریز ہو کر پناہ طلب کرنا چاہی، پھر بھی انہیں قتل کر دیا گیا، تب آپ نے فرمایا کہ "میں مشرکوں کے درمیان مقیم ہر مسلمان سے بری ہوں"۔

لہٰذا آج کے دور میں جہاں بہت سے غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کو دینی آزادی حاصل ہے، وہ اپنے عقائد و عبادات اور تربیتِ اولاد اسلامی اصولوں کے مطابق کر سکتے ہیں، وہاں ان احادیث کو مطلق اور دائمی ممانعت کے طور پر لینا درست نہیں۔ اسلام میں اصل چیز دین کی حفاظت ہے، لہٰذا جہاں دین محفوظ ہو، دینی شعائر پر عمل اور فتنہ سے بچاؤ ممکن ہو وہاں رہائش بھی شرعاً درست ہو گی خواہ وہ غیر مسلم ملک ہی کیوں نہ ہو۔

2. جواز کے قائلین کے دلائل اور ان کا جائزہ

i. ہجرت کے خاتمے سے متعلقہ روایات

حضرت عباسؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:۔

((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا))[31]

"فتح مکہ کے بعد (مکہ کی طرف) ہجرت نہیں رہی، البتہ (اب بھی) جہاد اور نیت (کا دروازہ کھلا) ہے اور جب تمہیں (جہاد کے لیے) بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔"

---

[24] Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, al-ʿIlal al-Kabīr (Beirut: ʿĀlam al-Kitāb, 1409H), (2/686)
[25] Abū al-Ḥasan ʿAlī bin ʿUmar al-Dāraquṭnī, al-ʿIlal al-Wāridah fī al-Aḥādīth al-Nabawiyyah (Riyadh: Dār Ṭayyibah, 1985), (4/88)
[26] ʿAbd al-Raḥmān bin ʿAlī Ibn al-Jawzī, Jāmiʿ al-Masānīd (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 2005), (2/185)
[27] Sunan Abī Dāwūd, bi-taḥqīq Shuʿayb Arnaʾūṭ, Raqm al-Ḥadīth: 2787
[28] Jāmiʿ al-Tirmidhī, bi-taḥqīq Shuʿayb Arnaʾūṭ, Raqm al-Ḥadīth: 1697
[29] Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī, Irwāʾ al-Ghalīl (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1405H), Raqm al-Ḥadīth: 1207
[30] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin ʿAbd Allāh al-Ḥākim al-Naysābūrī, al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn (Beirut: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 2018), Raqm al-Ḥadīth: 2659
[31] Bukhārī, Raqm al-Ḥadīth: 2670

ابو عثمان نہدیؒ سے روایت ہے کہ ((عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الهِجْرَةِ، فَقَالَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلَكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ))[32] ”مجاشعؓ اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ مجالد ہے، یہ آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد اب (مکہ کی طرف) ہجرت نہیں رہی لیکن میں اس کے ساتھ اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔“

ان روایات سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد عالمِ عرب میں امن وامان کا قیام ہو گیا اور مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے کے راستے میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں تو ہجرت کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اگرچہ یہ نسخ صرف مکہ کی طرف ہجرت کا تھا اور تا قیامت ہجرت کا عمومی حکم باقی ہے۔ لیکن محلِ شاہد یہ چیز ہے کہ ہجرت کا حکم اور مقصد اُس علاقے سے نکلنا ہے جہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہو اور اُن کو مذہبی آزادی حاصل نہ ہو۔ جبکہ اس کے برعکس صورتحال میں مسلمانوں پر ہجرت لازم نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مذہبی آزادی والے ممالک (خواہ غیر مسلم ہی ہوں) میں مسلمان رہائش اختیار کر سکتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے بھی مکہ سے ہجرت کے وجوب کی حکمت یہی بیان کی ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام قبول کرنے والا شخص کفار کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں سے محفوظ رہے، کیونکہ کفار اسلام قبول کرنے والوں کو اُن کے دین سے پھیرنے کے لئے سخت اذیتیں پہنچاتے تھے۔[33]

امام خطابیؒ وغیرہ علماء نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ:۔

> ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر ہجرت اس لئے فرض تھی کہ وہ مدینہ میں تعداد میں کم تھے اور انہیں ایک جگہ جمع کرنے کی ضرورت تھی، لیکن جب مکہ فتح ہوا اور لوگ دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے تو مدینہ کی طرف ہجرت کی فرضیت کو ساقط کر دیا گیا۔[34]

اور قاضی ابن العربیؒ نے فرمایا کہ ہجرت کا مطلب ہے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف نکلنا، نبی ﷺ کے زمانے میں یہ ہجرت فرض تھی اور آپ کے بعد بھی اُن لوگوں کے لیے یہ حکم باقی ہے جو اپنی جان کے حوالے سے (کفار کے ہاں) خطرہ محسوس کرتے ہیں۔[35]

ii. حضرت عائشہؓ کی صراحت

حضرت عائشہؓ سے ہجرت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔

> ((لا هِجْرَةَ اليَوْمَ، كانَ المُؤْمِنُ يفرُّ بدِينِهِ إلى اللهِ وَرَسُولِهِ مَخافَةَ أنْ يُفْتَنَ، فأمَّا اليَوْمَ فَقَدْ أظْهَرَ اللهُ الإِسْلامَ، وَالمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبهُ حَيْثُ شاءَ))[36]”
>
> آج (کے زمانے میں) ہجرت نہیں ہے۔ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگ کر آتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں نہ ڈال دیا جائے۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور مؤمن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔“

---

32 Bukhārī, Raqm al-Ḥadīth: 3090
33 Fatḥ al-Bārī (6/39)
34 Abū Sulaymān Ḥamd bin Muḥammad al-Khaṭṭābī, Maʿālim al-Sunan (Ḥalab: al-Maṭbaʿah al-ʿIlmiyyah, 1431H), (3/8)
35 Qāḍī Muḥammad bin ʿAbd Allāh Ibn al-ʿArabī, ʿĀriḍat al-Aḥwadhī (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997), (7/88)
36 Bukhārī, Raqm al-Ḥadīth: 3900

یہ روایت بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اگر اس میں رب کی عبادت اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کرنا درست ہے۔ اس روایت کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی موقف کی تائید کرتے ہوئے نقل فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کا اشارہ اس جانب ہے کہ ہجرت کا حکم مطلق نہیں بلکہ اس کی علت فتنہ (یعنی دین پر عمل کرنے میں رکاوٹ کا خطرہ) تھی اور شرعی حکم اپنی علت پر ہی منحصر ہوتا ہے، یعنی جہاں علت ہوگی وہاں حکم بھی ہوگا (اور جہاں علت نہیں ہوگی وہاں حکم بھی نہیں ہوگا)۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بھی ملک میں اللہ کی عبادت کرنے پر قادر ہو تو اس پر وہاں سے ہجرت واجب نہیں اور اگر قادر نہ ہو تو پھر ہجرت واجب ہے۔[37] اسی وجہ سے امام ماوردیؒ نے بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کافر ملک میں اپنے دین کے اظہار پر قادر ہو تو وہ جگہ اس کے لیے دار الاسلام بن جاتی ہے اور ایسی صورت میں وہاں قیام کرنا وہاں سے ہجرت کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس سے امید کی جاتی ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں گے۔[38]

مذکورہ بالا مستند احادیث اور معتبر علما کی تشریحی آراء ایک مضبوط اور متوازن علمی بنیاد فراہم کرتی ہیں کہ غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش اختیار کرنا مطلقاً ممنوع نہیں، بلکہ یہ حالات اور دینی آزادی پر منحصر ہے۔ البتہ اس موقف کو اختیار کرتے ہوئے یہ ذہن نشین رہے کہ یہ عمل ایمانی کمزوری، اخلاقی انحطاط یا دینی شناخت کے زوال کا ہرگز سبب نہ بنے۔

iii. حضرت عباسؓ کی مثال

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، نبی کریم ﷺ کے چچا فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کر چکے تھے لیکن آپ ﷺ نے انہیں مکہ میں ہی اقامت کی اجازت دے رکھی تھی، حالانکہ مکہ فتح ہونے سے پہلے دار الکفر ہی تھا۔[39] غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دینی اعتبار سے کسی بھی قسم کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہیں تھا اور نہ ہی خاندانی اثر و رسوخ کی بنا پر کسی بدامنی کا اندیشہ تھا۔ لہذا ثابت ہوا کہ اگر دین و ایمان محفوظ ہو اور جان و مال کا بھی کوئی خطرہ نہ ہو تو غیر مسلم معاشرے میں رہائش اختیار کی جاسکتی ہے۔

iv. حضرت نعیم نحامؓ کی مثال

حضرت نعیم نحامؓ بھی قبولِ اسلام کے بعد بجائے ہجرت کے اپنے علاقے (مکہ، جو اس وقت دار الکفر تھا) میں ہی مقیم رہے کیونکہ ان کی قوم نے ان کے جان و مال کے تحفظ کا ذمہ لیا تھا اور انہیں دین پر عمل کی بھی آزادی حاصل تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت نعیمؓ جب ہجرت کرنے لگے تو ان کی قوم بنو عدی کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ ہی رہو، چاہے اپنے دین پر ہی قائم رہو۔ ہم تمہیں ہر اُس شخص سے بچائیں گے جو تمہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے گا اور تم ہمارے لئے اُس کام کو جاری رکھو جو پہلے کیا کرتے تھے۔ (واضح رہے کہ) وہ بنو عدی کے یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کیا کرتے تھے، اس لئے انہوں نے ہجرت کو مؤخر کر دیا (اور وہیں اقامت اختیار کرلی)۔ بعد میں جب ہجرت کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: "تمہاری قوم تمہارے لیے میری قوم سے بہتر ثابت ہوئی ہے کیونکہ میری قوم نے مجھے نکالا اور مجھے قتل کرنا چاہا، جبکہ تمہاری قوم نے تمہاری حفاظت کی اور تمہیں بچایا۔" اس پر نعیمؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نہیں،

---

[37] Ibid (6/361)

[38] Abū al-Ḥasan ʿAlī bin Muḥammad al-Baṣrī al-Māwardī, al-Ḥāwī al-Kabīr (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999), (14/104)

[39] Abū al-Faḍl Aḥmad bin ʿAlī Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415H), (3/631)

بلکہ آپ کی قوم نے آپ کو اللہ کی اطاعت اور اُس کے دشمن سے جہاد کے لیے نکالا، اور میری قوم نے مجھے ہجرت اور اللہ کی اطاعت سے روک دیا۔[40]

مذکورہ بالا دونوں امثلہ سے بھی معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم معاشرے میں دین پر عمل کی آزادی ہو، جان و مال محفوظ ہو اور کسی بھی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کی جا سکتی ہے۔ ان واقعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجرت کا حکم علت کے ساتھ مشروط ہے اور جب علت (یعنی فتنہ و ظلم) موجود نہ ہو تو رہائش کی اجازت ہے۔

v. ہجرتِ حبشہ

ہجرتِ حبشہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے، جو نبی ﷺ کی ہدایت پر اُس وقت پیش آیا جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم بڑھ گیا اور وہ اپنے دین پر آزادی سے عمل کرنے سے قاصر ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے بعض صحابہ کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دی، حالانکہ وہ ملک نہ اسلامی تھا اور نہ ہی اس کے حکمران مسلمان تھے۔ نجاشی ایک نصرانی بادشاہ تھا لیکن وہ عدل و انصاف کا علمبردار تھا اور مسلمانوں کو وہاں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ اسی باعث صحابہ نے وہاں طویل عرصہ قیام کیا اور نبی ﷺ کی طرف سے انہیں فوری واپسی کا بھی کوئی حکم نہیں دیا گیا۔[41]

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ملک میں دین پر عمل کی آزادی ہو، ایمان و شعائر کی حفاظت ممکن ہو اور کسی بھی قسم کے جانی و مالی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مزید بر آں اس واقعے سے دعوتِ دین کے نئے مواقع، اقلیتوں کے درمیان اسلامی کردار کی پیش کش اور بین المذاہب حسنِ سلوک کی بھی تعلیم ملتی ہے۔ نیز یہ کہ اقامت کا اصل معیار یہ ہے کہ انسان اپنے دین کی حفاظت کر سکے خواہ وہ کسی اسلامی ملک میں ہو یا غیر اسلامی۔ اگر ایمان و عبادات محفوظ ہیں اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہیں تو ایسے غیر مسلم معاشرے میں رہائش صرف درست ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں مفید اور مؤثر بھی ہو سکتی ہے۔

قابل ترجیح رائے

ہمارے علم کے مطابق قابل ترجیح رائے دوسری (جواز کے قائلین کی) ہے اور اس کی چند وجوہات حسب ذیل ہیں:

* جمہور علما و فقہاء نے اسی رائے کو اختیار فرمایا ہے۔
* گزشتہ سطور میں موجود مستند اور صریح دلائل اسی رائے کے قابل ترجیح ہونے کا ثبوت ہیں۔
* عدمِ جواز کے قائلین نے یا تو بعض قرآنی آیات کے عمومی مفہوم سے استدلال کیا ہے جو کہ زیر بحث خاص مسئلہ پر صراحتاً دلالت ہی نہیں کرتیں، اور یا پھر بعض ایسی روایات اُن کے پیش نظر ہیں جن پر محدثین نے کلام کیا ہے اور اُن کو بعض نے واضح طور پر ضعیف بھی کہا ہے۔ البتہ اگر تعددِ طرق کی بنیاد پر اُن روایات کو قابل حجت تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی اُن سے مراد غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش کی مطلقاً ممانعت نہیں بلکہ صرف وہی ممالک مراد ہیں جہاں مذہبی آزادی حاصل نہیں اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔

---

[40] Ibid (6/361)

[41] Abū Muḥammad ʿAbd al-Malik bin Hishām, al-Sīrah al-Nabawiyyah (Miṣr: Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1375H), (1/321); Muḥammad bin Yūsuf al-Ṣāliḥī al-Shāmī, Subul al-Hudā wa-l-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993), (2/363)

* موجودہ دور میں اکثر و بیشتر غیر مسلم ممالک میں مذہبی آزادی، تعلیمی ترقی، معاشی مواقع اور انسانی حقوق کی ضمانت موجود ہے جس کی وجہ سے مسلمان اپنی دینی شناخت کے ساتھ پُرامن زندگی گزارنے کے قابل ہیں۔ یہ صورتحال قرونِ اولیٰ کے اُس دور سے بالکل مختلف ہے جب کفار کے علاقوں میں اسلام پر عمل کرنا جان و مال کے خطرے سے خالی نہ تھا۔ آج کے غیر مسلم ممالک میں نہ صرف مساجد، مدارس اور اسلامی مراکز کی آزادی موجود ہے بلکہ مسلمان باجماعت نماز، جمعہ، رمضان، قربانی اور دیگر دینی شعائر کو آزادی سے ادا کرتے ہیں، ان کے دینی اجتماعات بھی پُرامن طور پر منعقد ہوتے ہیں اور اکثر مقامات پر حکومتیں ان کی دینی سرگرمیوں کی قانونی و آئینی سطح پر حفاظت کرتی ہیں۔
* ہجرت کی اصل غرض دین کی حفاظت ہے۔ اگر یہ غرض غیر مسلم ممالک میں حاصل ہو رہی ہو تو وہاں بھی رہائش ناجائز نہیں سمجھی جاسکتی۔ بلاشبہ شرعی احکام اپنی علتوں کے ساتھ ہی مشروط ہوتے ہیں اور اگر علت نہ رہے تو حکم بھی لازم نہیں رہتا۔ چنانچہ پُرامن اور مذہبی آزادی والے غیر مسلم ممالک میں نہ تو وہاں کے مقیم مسلمانوں پر ہجرت فرض ہے اور نہ ہی ان ممالک میں جانا شرعاً ممنوع ہے۔
* غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمان اپنی سیرت، حسنِ کردار، اخلاق اور طرزِ زندگی سے اسلام کا ایسا مؤثر تعارف پیش کرتے ہیں جو زبانی تبلیغ سے کہیں زیادہ دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ان کی موجودگی صرف انفرادی فائدے کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی دعوتِ دین کا ایک عظیم ذریعہ بن جاتی ہے۔ اگر تمام مسلمان غیر مسلم ممالک سے نکل جائیں تو یہ نہ صرف عملی طور پر ناممکن ہوگا بلکہ اس طرح تو لاکھوں افراد شدید مشقت اور بے وطنی کا شکار ہو جائیں گے۔

خلاصہ بحث

غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش کی ایک صورت ایسی ہے جس کے عدم جواز پر سب علما و فقہا کا اتفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم ممالک کا رُخ کرنا جہاں نہ تو دین و ایمان محفوظ ہو اور نہ ہی مذہبی آزادی حاصل ہو جائز نہیں بلکہ ایسے ممالک سے پُرامن معاشروں کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے۔ ایسی صورت میں صرف وہی افراد وہاں رہ سکتے ہیں جو شرعی طور پر معذور ہوں۔ اس کے علاوہ ایک دوسری صورت ہے اور وہی ہمارا موضوعِ بحث بھی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ملک میں دین و ایمان بھی محفوظ ہو اور مذہبی آزادی بھی حاصل ہو جیسا کہ آج کل اکثر و بیشتر غیر مسلم ممالک کی یہی صورتحال ہے تو کیا وہاں مستقل رہائش اختیار کی جاسکتی ہے؟ تو اس حوالے سے معاصر علما و مفتیان کے ہاں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے کے مطابق چونکہ ابتدائی دورِ اسلام میں ہجرت واجب تھی اور متعدد احادیث میں دارالکفر سے علیحدگی کی تاکید کی گئی ہے، لہٰذا آج بھی ایسے ممالک میں مستقل رہائش ممنوع ہونی چاہیے۔ ان کے نزدیک کفار کے ساتھ رہنا، ان کے نظام کو قبول کرنا یا ان سے دلی قربت رکھنا، دینی خطرات کا سبب بن سکتا ہے۔ جبکہ دوسرا موقف 'جو جمہور علما اور کئی معاصر مفتیان نے اپنایا ہے' یہ ہے کہ ہجرت کا حکم درحقیقت اس وقت کے مخصوص حالات (یعنی دین پر عمل کی آزادی نہ ہونا، ظلم و ستم، فتنے کا اندیشہ وغیرہ) کی وجہ سے تھا اور یہ علت اگر کسی جگہ موجود ہو تو ہجرت واجب ہے لیکن اگر نہ ہو تو وجوب باقی نہیں رہتا۔ حضرت عباسؓ اور حضرت نعیم نحامؓ جیسے صحابہ کے واقعات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دین و ایمان محفوظ ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو غیر مسلم ملک میں رہائش شرعاً ممنوع نہیں۔ اسی بنیاد پر ہجرت حبشہ کو بھی پیش کیا جاتا ہے کہ صحابہ نے ایک غیر مسلم (عادل نصرانی) بادشاہ کے زیرِ سایہ پُرامن زندگی گزاری اور انہیں وہاں سے واپسی کا کوئی فوری حکم نہیں دیا گیا۔ مزید برآں معاصر دنیا میں بہت سے غیر مسلم ممالک میں مذہبی آزادی، تعلیمی و معاشی ترقی اور مساجد و اسلامی مراکز کی سہولت موجود ہے، جہاں مسلمان اپنی دینی شناخت برقرار رکھتے ہوئے پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ نیز دعوت و تبلیغ کے تناظر میں بھی یہ ممالک نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ بے شمار غیر مسلم افراد نے صرف مسلمانوں کے اخلاق، کردار، اور حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ایسے معاشرے جہاں دین

کی آزادی ہو وہاں مسلمان اپنی زندگی کے ذریعے اسلام کا عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں، جو دعوتِ دین کا ایک مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔ لہٰذا جواز کے قائلین کا موقف نہ صرف شرعی اصولوں، سیرتِ نبوی کے واقعات اور فقہی بصیرت سے قریب تر محسوس ہوتا ہے بلکہ حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں بھی زیادہ متوازن اور حکیمانہ دکھائی دیتا ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ملک میں دین وایمان کا تحفظ، مذہبی آزادی اور اسلامی شعائر کا اعلانیہ اظہار ممکن ہو تو وہاں مستقل رہائش اختیار کرنا نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات دینی ودعوتی لحاظ سے مفید بھی ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa-Sunanihī wa-Ayyāmihī (Riyadh: Dār-us-Salām, 2010).
* Mākhūdh az: Muḥammad bin Ṣāliḥ al-ʿUthaymīn, Sharḥ Thalāthatu al-Uṣūl (Riyadh: Dār al-Thurayyā, 2004).
* Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī* (Riyadh: Dār Ṭaybah li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 2005).
* Ahmad bin ʿAbd al-Razzāq al-Duwīsh, Fatāwā al-Lajnah al-Dāʾimah lil-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa-al-Iftāʾ (Riyadh: Riʾāsah Idārat al-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa-al-Iftāʾ, 1431H).
* Abū Dāwūd Sulaymān bin Ash'ath al-Sijistānī (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1998).
* Abū 'Abd al-Raḥmān Aḥmad bin Shu'ayb al-Nasāʾī, al-Sunan al-Kubrā (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 2001).
* Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1421H).
* Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī, Ṣaḥīḥ Sunan al-Nasāʾī (Riyadh: Maktab al-Tarbiyah al-ʿArabī li-Duwal al-Khalīj, 1988).
* Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Riyadh: Dār al-Salām, 2009).
* Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, al-ʿIlal al-Kabīr (Beirut: ʿĀlam al-Kitāb, 1409H).
* Abū al-Ḥasan ʿAlī bin ʿUmar al-Dāraquṭnī, al-ʿIlal al-Wāridah fī al-Aḥādīth al-Nabawiyyah (Riyadh: Dār Ṭayyibah, 1985).
* Abd al-Raḥmān bin ʿAlī Ibn al-Jawzī, Jāmiʿ al-Masānīd (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 2005).
* Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī, Irwāʾ al-Ghalīl (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1405H).
* Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin ʿAbd Allāh al-Ḥākim al-Naysābūrī, al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn (Beirut: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 2018).
* Abū Sulaymān Ḥamd bin Muḥammad al-Khaṭṭābī, Maʿālim al-Sunan (Ḥalab: al-Maṭbaʿah al-ʿIlmiyyah, 1431H).
* Abū al-Ḥasan ʿAlī bin Muḥammad al-Baṣrī al-Māwardī, al-Ḥāwī al-Kabīr (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999).
* Abū al-Faḍl Aḥmad bin ʿAlī Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415H).

Websites

* https://www.banuri.edu.pk/readquestion, Site visit date: 30-06-2025.
* https://almuftionline.com/2023/08/07/10859/, Site visit date: 01-07-2025.
* https://www.alfawzan.af.org.sa/ar/node, Site visit date: 03-07-2025.
* https://www.darululoom-deoband.com/urdu/articles/tmp, Site visit date: 30-06-2025.
* https://urdufatwa.com/view/1/12458, Site visit date: 02-07-2025.
* https://thefatwa.com/urdu/questionID/1821, Site visit date: 02-07-2025.
* https://www.dar-alifta.org/ar/fatwa/details/14959, Site visit date: 03-07-2025.
* https://fiqh.islamonline.net/en/traveling-and-living-in-european-countries-permissible/?utm_source=chatgpt.com, Site visit date: 03-07-2025.
* https://www.e-cfr.org/blog, Site visit date: 04-07-2025.